محمد حسن عسکری معاصرین کی نظر میں

محمد شمیم

ریسرچ اسکالر،شعبہ اردو

بابا صاحب بھیم راو امبیڈکر بہار یونیورسیٹی،مظفر پور

Mohammad Hasan Askari muaasareen ki nazar mein by: Mohammad Shamim,
Vol. 1, Issue 2, May- July 2014, Page No. 150-156

حسن عسکری صرف ایک شخصیت کا نام نہیں ہے، بلکہ اپنے عہد کے ایک علمی،ادبی اور تہذیبی تحریک کا نام بھی ہے۔سید حسن عسکری کا بنیادی رشتہ تاریخ سے تھا۔وہ تاریخ کے بہترین استاد اور مستند وایماندار محقق تھے۔ وہ تاریخ کے ساتھ ساتھ اردو زبان و ادب کے سچے عاشق اور بے لوث خدمت گزار بھی رہے۔بالخصوص اردو ادب کی تحقیق وتنقید کے باب میں ان کے امتیازات روشن ہیں۔جہاں انہوں نے تاریخ وادب کے مابین رشتے کی ایک نئی منطق دریافت کی ہے، وہیں تحقیق کے ابعاد عطا کئے۔ اردو ادب میں ان کی دین یہ ہے کہ انہوں نے ادب اور تاریخ کے مابین توازن اور ہم آہنگی کی شروعات کی۔ اوران دونوں کے اشتراک کو ارتباط میں تبدیل کر دیا ہے۔ انہوں نے ادبی اور تحقیقی دانشوری میں اپنی الگ شناخت قائم کی اور اردو تحقیق میں سنجیدہ،فکری وعلمی روایت کی کامیاب کوشش کی اور تحقیق کو نئی فضاؤں اور نئے آفاق سے ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی۔

وہ ان عبقری شخصیات میں سے ایک ہیں جنہوں نے پوری زندگی خلوص اور نیک نیتی سے لوح وقلم کی پرورش کی۔ان کے مضامین نہ صرف معلومات کا بیش بہا خزانہ ہیں، بلکہ اعتدال پسندی،اصلیت اور علمیت جیسی خصوصیات کی تحریروں کا لازمہ ہیں۔وسیع مطالعوں سے انکی تحریروں میں فکری پختگی،استدلالی قوت اور مناسب پیرایہء بیان کے خصائص پیدا ہوگئے تھے۔وہ پورے ملک ہی نہیں بلکہ برصغیر میں علمی،

ادبی اور تاریخی منظر نامے پر چھائے رہے۔ عصر حاضر
میں بھی مختلف شعبہ ہائے علمی وتہذیبی زندگی میں ان کے اثرات نمایاں ہیں۔

حسن عسکری بہار کے علمی،ادبی اور تہذیبی منظر نامے میں پہلے ایسے شخص ہیں،جنھوں نے اردو ادب کے مختلف موضوعات کو تاریخ کی چاشنی میں ڈبو کر قارئین کے سامنے پیش کیا۔ اردو میں لکھا ہوا ان کا شاید ہی کوئی ایسا مقالہ ملے گا جس میں تاریخ کا عکس نہ ہو۔

اردو میں ان کی خدمات زیادہ تر مقالات یا مضامین کی شکل میں رہی ہیں۔تقریباً پچاس مضامین مختلف قومی اور بین الاقوامی مجلوں اور جرائد میں شائع ہوئے۔اجاگر چندالفت کا اردو کلام ، ہندی فنون ولطیفہ اور چنداین کی چند تصویریں، دکنی اردو مخطوطات پر ایک نظر،۔اردو ہندی زبانیں،شمالی ہندوستان کے صوفیائے کرام کی ہندی دوستی، جائسی اور چند مسلمان ہندی شعرا کے کلام کا ایک ہندی نسخہ ،افسانہ بادشاہان یا تاریخ افغانی کا ایک کمیاب نسخہ،قرون وسطی کے بہار میں اسلامی تصوف کی تاریخی اہمیت،۔بہار شریف میں قلمی نسخوں کے ذخیرے ، زین الدین کی طبقات بابری ، اولین مسلمان اور دیسی بھاشائیں،۔ قاضی صاحب:عالم اورانسان جیسے عنوان پر ان کے مضامین خاصے مقبول ہوئے۔

پروفیسر حسن عسکری نے تاریخ کے ساتھ اردو زبان وادب کی بیش بہا خدمات انجام دیں،ان کے کارناموں اور اردو خدمات کا اعتراف عہد حسن عسکری کے نامور مورخین اور ناقدین و محققین نے بھی کیا ہے۔
حسن عسکری کا دور بڑا سنہرا دور تھا۔ان کے زمانے میں پروفیسر قیام الدین،پروفیسر امتیاز احمد،پروفیسر امام الدین،منیر الحق،پروفیسر قمر الدین،پروفیسر املندر دوبے، پروفیسر جگدیش نارائن سرکار، جناب تارا چند اور جناب جادو ناتھ سرکار جیسے اہم مورخین کی طوطی بول رہی تھی۔اسی طرح ادیبوں، دانشوروں اور ناقدین و محققین میں قاضی عبدالودود،ڈاکٹر نذیر احمد،ڈاکٹر امیر حسن عابدی،عطا کریم برق، ڈاکٹر نبی ہادی،ڈاکٹر آل احمد سرور،احتشام حسین اور کلیم الدین احمد جیسی عبقری شخصیات سے ان کے گہرے روابط تھے۔سب ان کا احترام کرتے ۔ان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ ہر سیمینار میں کوئی نہ کوئی ایسا شوشہ چھوڑ دیا کرتے تھے جو تمام مندوبین کو سوچنے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔

شعبہ تاریخ سے تعلق رکھنے کے باوجود اردو ادب، تہذیب وثقافت اور مذہب کا بھی بلند وبالیدہ عرفان رکھتے تھے۔اس کے ساتھ ہی انگریزی کے علاوہ فارسی زبان وادب پر بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ بالخصوص فارسی اور اردو مخطوطات اور ان کی تدوین و تحقیق کے میدان میں بھی بہتوں پر انہیں سبقت حاصل تھیں۔ فارسی مخطوطات کے انگریزی تراجم میں انہیں مہارت بھی حاصل تھی۔ ان کی تحقیقی فتوحات وعظمت ان کی علمی وادبی حیثیت پر غالب رہی۔اس لئے اردو ادب کے حوالے سے ان کی انفرادیت، ناقدانہ حیثیت اور ادبی خدمات کو زیادہ تر نظر انداز کیا گیا۔ بلاشبہ ان کے انگریزی اور اردو مقالوں کے مجموعے تو شائع کیے گئے ہیں۔لیکن ان کے اردو مقالات کا مناسب طور پر نہ تو تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور نہ ہی تجزیاتی مطالعہ کیا گیا شاید اس کی ایک وجہ یہ رہی ہو کہ وہ اردو زبان وادب سے بالواسطہ منسلک نہیں تھے۔

حسن عسکری کے مقالات کئی جلدوں میں ملتے ہیں۔ ان مقالات میں جن موضوعات ومسائل پر بحث کی گئی ہیں،ان میں حیرت انگیز تنوع ملتا ہے۔بیسویں صدی کے اوائل حصے کی بنجر ذہنی فضا اور مسموم علمی وادبی ماحول میں سید حسن عسکری کی ذہنی دلچسپیاں کتنی جامع،وسیع اور متنوع تھیں ان کا پتہ ان کے مقالات سے چلتا ہے۔وسیع مطالعے نے ان میں یہ شعور پختہ کر دیا تھا کہ علمی وادبی حقائق اور تحقیقات کی صداقتیں کسی کی جاگیر نہیں بلکہ یہ علمی وادبی تحقیق سے مشروط ہے۔

یوں تو حسن عسکری کی شہرت و شناخت مورخ کی حیثیت سے ہے،لیکن ان کی تحقیقی تحریروں کو جو انہوں نے صفحۂ قرطاس پر بکھیرے ہیں ،ان کی علمی حیثیت بھی ہے اور ادبی وتاریخی بھی۔ ان کے مقالوں اور دیگر تحریروں کی جو بھی قدر وقیمت ہو،اپنے اطمینان قلب کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ ضائع نہیں ہوئے۔

سید حسن عسکری بھی تاریخ عہد وسطی کے پروفیسر اور خلیق احمد نظامی بھی اسی شعبے کے پروفیسر تھے۔دونوں میں بڑی قربت تھی۔ پروفیسر موصوف کو عسکری صاحب لفظ ''مشفق'' سے یاد کرتے تھے۔

پروفیسر سید حسنین نے ''مقالات سید حسن عسکری'' ترتیب دیا تو "پیش لفظ" خلیق احمد نظامی سے لکھوایا،حسن عسکری کی شخصیت سے متعلق پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اس طرح اظہار خیال کیا ہے۔

"عسکری صاحب کی ذات بہار ہی کے لئے نہیں

بلکہ پورے برصغیر کے لئے سرمایہء افتخار ہے۔انہوں نے منصب ومنفعت دونوں سے بالاتر ہوکر برس ہا برس صرف تاریخ وادب کی خدمت کی ہیں۔وہ عرفی کی زبان میں کہہ سکتے ہیں۔

ملال عالمیاں دم بدم دگرگوں است منم کہ مدت عمرم بہ یک ملال گذشت

خدا بخش لائبریری سے کتنے ہی تشنگان علم نے استفادہ کیا ہوگا لیکن اس کے در و دیوار نیعسکری صاحب جیسا علم کا شیداء شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔وہ برسوں " کرم کتابی" کی طرح مخطوطات سے چپکے رہے ہیں۔ بلکہ کتابوں کو ہی اپنا نشیمن بنالیا ہے۔تحقیق اور تلاش کا جو جذبہ انکے نحیف ونزار جسم میں، جو بیماریوں سے خستہ جان ہو چکا ہے کروٹیں لیتا نظر آتا ہے، وہ انکے بعد شاید ہی کبھی دیکھنے کو ملے۔وقت کی کوء رفتار ہو۔حالات مساعد ہوں یا نہ ہوں ان کے علمی معمولات میں کبھی کوء فرق نہیں آتا۔مخطوطات کی تلاش میں انہوں نے میلوں سائیکل پر سفر کئے ہیں اور بیپناہ محنت ومشقت سے حاصل کئے ہوئے علمی فوائد کو اپنے شاگردوں پر اس طرح عام کردیا ہے، کہ خود فیاضی اور وسیع القلبی کو ان پر رشک آجائے ۔علم ان کی نظر میں خود ایک قدر ہے جسکو کسی دوسری قدر کے تابع نہیں کیا جاسکتا ۔مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ وہ تلاش کتب میں صوفیوں کے طرز کی ریاضت کرتے ہیں اور اس محنت کے نتائج قلندرانہ انداز میں صرف کردیتے ہیں "

پروفیسر سید حسنین نے "مقالات سید حسن عسکری" میں حسن عسکری کی شخصیت پر اس طرح روشنی ڈالی ہے۔

' کسی فرد میں وسیلہ، معاش اور استطاعت طبعی اگر جان اور تن والی بات ہوجائے تو منصب اور معاش کا یا اتحاد، کاروان روبراہ کے لئے ستارہ ؟ سمت ہوجاتا ہے۔یہ انضباط، انضمام، نہ صرف فرد کی پیشہ ورانہ کامیابی ہے بلکہ اسکے اولوالعزمی کی بامرادی بھی۔تدریس وتعلیم اور مطالعہ پروفیسر عسکری کا محض پیشہ نہ تھا۔ ایک شوق بے پناہ تھا۔مطالعہ، بالخصوص نایاب وقدیم مطبوعات اور مخطوطات کا مطالعہ انکے معمولات کا فریضہ تھا۔علم تاریخ سے انکی بے پایاں دلچسپی، عمر کے ساتھ ساتھ اس طرح بڑھتی گء کہ اسکی رفتار باروش پر زمانہ

اور حالات کے وقتی ناسازگار تقاضے بھی اثرانداز نہ ہوتے۔وہ طبعاً ایک صادق معلم تھے،مزاجاً خادم علم اور عملاً ایک صوفی۔حصول علم اور علم بخشی ان کا شعار و کردار تھا اور اسی احساس وخمار کے ساتھ وہ تا حیات تیز قدم اور ثابت قدم رہے۔ان میں حوصلہ تھا،حرص نہ تھی۔درویشی تھی،جاہ طلبی نہ تھی۔وہ کام پسند تھے،نام پسند نہ تھے۔ان میں چاہ اور نباہ کا وہ مساوی رویہ تھا جو ہر کا ظرف نہیں . تلاش پروفیسر عسکری کی شہرت کا جوہر ہے،والہانہ اور بےتابانہ تلاش۔ان میں تلاش وتجسس اور دید دریافت کی یہ خلش یا خواہش،مطبوعات ہوں یا مخطوطات،اشخاص ہوں،یا عمارات ہو ہر جگہ بلا کم وکاست سرگرم عمل رہی ہے۔تاریخی صداقت کی تحقیق و تفتیش کی خاطر اس "قیس الادب" نے سرزمین بہار کو روند ڈالا تھا۔کہاں کہاں اور کس کس جتن سے وہ ایسے دفینے اور دستاویز ڈھونڈ نکال لیتے،جسکی دستیابی کسی دوسرے سے ممکن نہ تھی۔بہار کا یہ مرد نحیف وحنیف اپنی تاریخی سرگرمیوں اور قلمی فتوحات کے بموجب اپنے عہد کا کولمبس تھا اور سکندر بھی۔"

کلیم الدین احمد نے عسکری کی تحریروں کے بارے میں یوں رقم کیا ہے۔

"عسکری صاحب اشارات سے،مخففات سے،ہندسوں سے کام نہیں لیتے ہیں۔وہ ہر بات تفصیل سے کہتے ہیں اور اس تفصیل کے بعد بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پوری تشفی نہیں ہوتی ہے۔انکے جملے طویل اور کبھی کبھار الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔قاضی صاحب کی طرح چھوٹے،سلجھے ہوئے نہیں ہوتے ہیں لیکن یہ بات ابھرتی ہے کہ جس موضوع پر لکھتے ہیں اس سے ان کو شغف ہے اور اسے وہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔میں نے دیکھا ہے کہ اکثر انکے مضامین کی کتابت ہو جاتی ہے اور کاپیاں ان کے تصحیح کے لئے بھیجی جاتی ہیں،تو وہ صرف تصحیح ہی نہیں کرتے بلکہ نفس مضمون میں اضافہ کر دیتے ہیں اور صرف آخر ہی میں نہیں،جس جگہ کوءن ء بات خیال میں آگ ء،کاتبوں کو اس سے دشواری ہوتی ہے اور میں یہ بھی لکھ دوں کہ عسکری صاحب اپنا لکھا شاید خود بھی نہیں پڑھ سکتے۔عسکری صاحب تفصیل سے لکھتے ہیں۔ان کے جملے لمبے اور کبھی کبھار الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔یعنی ان کے لکھنے کا طریقہ سا؟ نظفک بالکل نہیں۔اور پھر یہ بھی وہ لکھتے ہیں تو اپنے موضوع سے علحدہ ہو کر نہیں۔اس لئے اکثر وہ موضوع کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینے لگتے ہیں۔اور اسپیسل پلیڈنگ کرنے لگتے

ہیں۔ "

ڈاکٹر (فادر) پال جیکسن اسلامی تصوف کے مستشرق کی حیثیت سے عالمی شہرت کے حامل تھے۔انہیں پروفیسر سید حسن عسکری کی نگرانی میں مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری کی حیات وتعلیمات پر ۱۹۸۰ء میں پٹنہ یونیورسٹی سے پی ایچ۔ڈی کی ڈگری ملی۔فادر پال جیکسن ایک نامور محقق تھے۔ پروفیسر عسکری کے متعلق ان کے تاثرات ذیل میں قلمبند کئے جاتے ہیں:

"بہار کی مردم خیز سرزمین نے جہاں مختلف مذاہب کے رہنماو؟ں، مفکروں، صوفیوں اور سنتوں کو جنم دیا۔ وہیں مختلف علوم وفنون اور سائنس کے ایسے قد آور سائنسدانوں، عالموں، مفکروں، مورخوں، محققوں اور ادیبوں کو بھی کتم عدم سے عالم وجود میں لایا ہے، جنہوں نے ہندوستان ہی نہیں ساری دنیا کو اپنے کارناموں سے روشنی بخشی ہے۔ ایسی ہی جلیل القدر شخصیتوں میں علم وعمل کے پیکر، رفتار، گفتار اور کردار میں یکتائے روزگار، سادگی، انکساری اور خاکساری میں بے مثال، صالح فکر اور انسانی قدروں کے علم بردار، تاریخ وتحقیق میں نابغہ ؟ روزگار، بے نفس عالم اور مورخ پروفیسر سید حسن عسکری مرحوم کی ذات والا صفات تھی جو اپنی زندگی ہی میں اساطیری کردار بن چکے تھے۔انہوں نے صلہ اور شہرت سے بلند ہو کر نہایت خاموشی سے اپنی علمی اور تحقیقی کاموں کو انجام دیا۔"

اردو زبان وادب کے نامور ادیب ومحقق پروفیسر احمد سجاد نہ صرف ان کی عالمانہ صلاحیت کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان کی خاکساری کا بھی خاص طور سے ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"اصل میں عسکری صاحب فنا فی التاریخ ومخطوطات تھے اس لیے انہیں اپنے جسم و جان اور لباس و پوشاک اور وضع داری کا زیادہ خیال نہیں رہتا تھا۔مشہور تھا کہ ان کی سائکل کے کیریئر پر ان کی بکری کے لیے گھاس اور پتے کی کوئی نہ کوئی گٹھری ضرور رہتی۔ سچ تو یہ ہے کہ سج دھج سے اسی بے نیازی نے انہیں علم وادب اور تاریخ کے ان بیش بہا گوشوں کو بے نقاب ہونے کا موقع دیا۔ جو شاید دوسروں کے بس کا نہ تھا۔ان کے بعض تحقیقی مقالوں نے اردو کے سینئر اساتذہ کو اپنی پی ایچ۔ ڈی اور ڈی۔لٹ ڈگری کے حصول کا ذریعہ بنا دیا۔ اردو میں پہلی بار "مثنوی گوہر جوہری" کا انکشاف پروفیسر حسن عسکری صاحب ہی نے اپنے ایک مقالہ میں کیا

تھا۔جس کی بنیاد پر پروفیسر صدرالدین،صدرشعبہء اردو
پٹنہ یونیورسٹی نے اپنی ڈی۔لٹ ڈگری کا تحقیقی مقالہ مکمل کیا۔واقعہ یہ ہے کہ آج ایسے عالم باعمل اور فنا فی العلم و تاریخ دنیا میں شاید ناپید ہیں۔"

شعبہ تاریخ سے وابستہ ہونے کے باوجود پروفیسر حسن عسکری نے اردو زبان وادب کے میدان بیش بہا خدمات انجام دیں۔ان کے کارہائے نمایاں کا اعتراف مورخین کے علاوہ اردو کے ناقدین ودانشوران بھی کرتے ہیں،اردو دنیا میں حسن عسکری کا نام بہت ہی احترام سے لیا جاتا ہے،ان کے کارنامے اعتبار واستناد کی حیثیت رکھتے ہیں۔راقم الحروف کا یہ مقالہ پروفیسر سید حسن عسکری کے لئے اظہار عقیدت ہے۔

ماخذ:
اوراق پارینہ،پروفیسر انوارالحق تبسم،پٹنہ
معاصر کا توضیحی اشاریہ،ص-182،خدابخش جرنل-ش-130،